مسلمانانِ چین پر ایک نظر!

مفتی عبداللطیف معتصم

چین اپنی صنعت وحرفت اور اپنے باشندوں کی محنت وجفاکشی کی وجہ سے دنیا بھر میں ایک ممتاز مقام رکھتا ہے۔ موجودہ دور کی عالمی منڈی میں چینی مصنوعات کی مانگ سب سے زیادہ ہے چنانچہ دنیا کا کوئی حصہ اور کوئی خطہ اس کی مصنوعات اور برآمدات سے خالی نہیں، محنت ہی اس قوم کی عظمت ہے۔ چین رقبے کے لحاظ سے دنیا کا تیسرا اور ایشیاء کا سب سے بڑا ملک ہے جس کا کل رقبہ ۹۶ لاکھ مربع کلومیٹر ہے، تاہم آبادی کے اعتبار سے یہ دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے جہاں ایک ارب سے زائد انسان بستے ہیں، اس کی مغربی سرحدیں، پاکستان، افغانستان، بھارت، نیپال، سکم اور بھوٹان سے ملتی ہیں جب کہ اس کے جنوب میں برما، لاؤس اور ویت نام، مشرق میں کوریا، شمال میں منگولیا اور روس واقع ہیں۔

اسلام کا نور جب ہرسو پھیلنے لگا تو مملکت چین میں بھی اس کی کرنیں پہنچیں۔ چنانچہ اللہ کے نیک بندوں نے تبلیغِ دین کی غرض سے یہاں کا رخ کیا اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ اگرچہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ سرزمین چین میں اسلام کا پیغام سب سے پہلے کس نے پہنچایا تاہم بعض حضرات کا کہنا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ۶۵۰ عیسوی کو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک وفد چین آیا تھا اُس وقت چین میں ''یونگ وے'' بادشاہ کی سلطنت تھی، جب وفد کی ملاقات بادشاہ سے ہوئی تو بادشاہ نے خوش آمدید کہتے ہوئے اس کا پرتپاک استقبال کیا، دعوت وتبلیغ دین کے طریقہ کار اور اسلامی تعلیمات کو سراہا، اور اس وفد کو ''تشنگ'' کے علاقے میں ایک مسجد بنانے کی اجازت بھی دی، جو آج چودہ صدیاں بیتنے کے باوجود قائم ہے۔ بعض اہم تاریخی واقعات اور مشاہدات سے واقعہ کی تصدیق ہوتی ہے۔ تاہم چین میں اسلام کی اشاعت کا بڑا سبب عرب اور ایران کے مسلمان تاجر بھی بنے جو کاشغر اور بحری راستوں سے ہوتے ہوئے، چین پہنچ کر اسلام کی تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے، چنانچہ شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں:

> ''اس کے بعد ایران کے مسلمان تاجر، کاشغر کے راستے اور عرب کے حضرات بحری راستے سے ''کوانچو'' اور دوسرے جنوبی اور جنوب مشرقی بندرگاہوں تک آتے رہے اور انھوں نے یہاں تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دیا۔ مسلمانوں کی طرف سے فوجی لشکرکشی تو پہلی بار ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں قتیبہ بن مسلم باہلی کی سرکردگی میں ہوئی تھی، لیکن وہ چین کے جنوب مغرب میں بہت تھوڑے حصے تک جاسکے تھے کہ انھیں واپس بلا لیا گیا، لہٰذا چین میں اسلام

کی نشرو اشاعت تمام تر انہی مسلمان تاجروں اور مبلغوں کا کارنامہ ہے جن کے جذبۂ دعوت وتبلیغ کی بدولت آج صدیوں بعد بھی یہاں مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد آباد ہے"۔

(جہان دیدہ، ص۴۱۴)

چین میں آبادی کی کثرت کے ساتھ مختلف اقوام کی کثرت بھی ہے۔ چھوٹی بڑی ۵۶ قوموں کے علاوہ مشہور اقوام میں ویغور، قزاق، تاجک، ازبک ومغل، ترکمن، ہوئی، تاتار، کرغیز، قونگ، شیانگ، سالاراور پاؤوغیرہ شامل ہیں ان میں سب سے بڑی قوم ھان ہے مختلف جو پورے چین کی کل آبادی کے تناسب سے ۹۴ فیصد ہے۔ ان اقوام میں مختلف مذاہب پائے جاتے ہیں، بدھ مت مذہب کے پیروکار سب سے زیادہ ہیں۔ اس کے بعد چین میں دوسرا بڑا مذہب اسلام ہے اور مسلمانوں کی تعداد بڑی قومیتوں کی بہ نسبت چھوٹی قومیتوں میں زیادہ ہے۔ مثلاً ویغور، قزاق، تاجک، ازبک اور ہوئی میں مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے۔ چین کے مسلمانوں کی تعداد مسلم ریاستوں کے تناسب سے حسب ذیل ہے:

۱۔ سنکیانگ	۷۰ فیصد	جب کہ کل آبادی ایک کروڑ ۲۰ لاکھ ہے
۲۔ لینگ ھسیا	۷۵ فیصد	جب کہ کل آبادی ۳۲ لاکھ ہے
۳۔ کانسو	۸۰ فیصد	جب کہ کل آبادی ایک کروڑ ۹۰ لاکھ ہے
۴۔ شنسی	۳۶ فیصد	جب کہ کل آبادی تین کروڑ ہے
۵۔ ستشوان	۸ فیصد	جب کہ کل آبادی ۶ کروڑ ہے
۶۔ یونان	۳۰ فیصد	جب کہ کل آبادی ۲/۱۔۳ کروڑ ہے

چین کے ایک عرب ۱۰ کروڑ باشندوں کے مقابلے میں مسلمانوں کی تعداد صرف ساڑھے سات کروڑ بنتی ہے، لیکن ظاہر ہے یہ کوئی یقینی تعداد نہیں ہے جب کہ مجلۃ "الدعوۃ الاسلامیۃ" کی رپورٹ کے مطابق چین میں مسلمانوں کی تعداد ۱۲ کروڑ سے زائد ہے اور مسلم قوم چین کی کل آبادی کے مقابلے میں دسواں حصہ ہے۔ بعض لوگوں نے چین کے مسلمانوں کی تعداد پانچ یا چار کروڑ بتائی ہے لیکن یہ بات غلط ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ چین حکومت قومیتوں کی بناء پر مردم شماری کرتی ہے نہ کہ مذہب کی بناء پر، جنھوں نے مسلم تناسب کا مذکورہ عدد ذکر کیا ہے، انھوں نے سرکاری اعداد وشمار سے استفادہ کیا ہے جو مستند نہیں۔ چین دنیا کا واحد غیر مسلم ملک ہے جس میں مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد ہے۔ اس کے باوجود مسلمان چین کی کل آبادی کا دسواں حصہ ہونے کے اعتبار سے انسانی حقوق سے پوری طرح بہرہ مند نہیں ہیں۔ چین کی کمیونسٹ پارٹی نے ثقافتی انقلاب کے نام سے ایک انقلاب برپا کیا جس کی ابتداء ۱۹۴۹ء سے شروع ہوتی ہے۔ اس ثقافتی انقلاب کی کارستانیوں کے نتیجہ میں انھیں ۱۹۸۱ء میں حکومت ملی اس دوران حکومت چین نے مسلمانوں پر بڑے ظلم ڈھائے، انھیں ہر جگہ تیر وتفنگ کا نشانہ بنایا، ان کے مذہبی اقدار کو بے دردی سے پامال کیا، مسلم قوم اقلیت میں ہونے کی وجہ سے وہ سب کچھ سہتی رہی جو حکومت چین کی جانب سے ان پر مسلط کیا گیا۔

آخر ۱۹۷۶ء کو حکومت کی پالیسی میں تبدیلی آئی اور مذہبی آزادی کی اجازت دی گئی تب جاکر مسلمانوں نے کچھ سکھ کا سانس لیا۔ اب مسلمان آزادی کے ساتھ اپنے مذہب پر عمل کرسکتے ہیں، اس وقت چین کے طول وعرض میں ۴۵ ہزار مساجد ہیں جن میں ۵۵ ہزار ائمہ ودُعاۃ دینی خدمات میں مصروف عمل ہیں، چین کے مسلمانوں کی اکثریت سنی اور حنفی ہے۔ چوں کہ چین کی شمالی سرحدیں منگولیا، روس اور وسطی ایشیا کی آزاد ریاستوں سے ملتی ہیں اور یہ بات واضح ہے کہ آزاد ریاستیں ۱۲ سو سال تک اسلام کا عظیم الشان مرکز اور فقہ حنفی کا مرجع رہا ہے تو ایسی صورت میں بخارا وسمرقند کے علماء وائمہ کی جدوجہد کے نتیجے میں فقہ حنفی کا چین میں معمول بہ ہونا کوئی حیرت انگیز بات نہیں ہے۔ چین میں کئی اسلامی تنظیمیں مسلمانوں کے لیے کام کررہی ہیں جن میں سرفہرست ''چائنا اسلامک ایسوسی ایشن'' ہے جس کی تاریخِ تاسیس ۱۹۵۳ء ہے، اس تنظیم کے منشور میں مذہبی آزادی کے قیام میں چینی حکومت کا ساتھ دینا، مسلمانوں کی عملی زندگی کے لیے قرآن وسنت کی تعلیمات کی روشنی میں عمدہ اسلامی روایات قائم کرنا، انہیں جذبہ حُب الوطن سے سرشار کرنا، اسلامی علوم وفنون، تاریخی مواد وحقائق کو جمع کرکے تدوین وتحقیق کا کام کرنا۔ مسلمانوں کی اخلاقی اقدار کی حفاظت کے ساتھ انھیں امن فراہم کرنا اور انہیں آپس میں شیر وشکر بن کر رہنے کے لیے کوششیں کرنا شامل ہیں۔ چائنا اسلامک ایسوسی ایشن اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے حکومت چین سے مدد لیتی ہے اور اس کے علاوہ وہاں کے مخلص مسلمانوں کے چندوں سے یہ کام انجام دینے کی کوشش کی جاتی ہے، تاہم مسلم ممالک کی جانب سے بھی ان کی عملی مالی امداد کی جاتی ہے۔ ایسوسی ایشن کی جانب سے بعض کالجوں، مدرسوں اور چھوٹے مکتبوں کی بنیاد رکھی گئی ہے جہاں مسلم بچوں کو تعلیم دی جاتی ہے اگرچہ مساجد میں قرآن اور مبادیاتِ دین کی تعلیم کا اہتمام کیا جاتا ہے لیکن منظم طریقے سے بیس ابتدائی ومتوسط دینی مدارس کام کررہے ہیں اور روز بروز ان مدارس کی تعداد میں اضافہ ہورہا ہے۔ اگرچہ ان مدارس وجامعات سے فارغ ہونے والے، چینی مسلمانوں کے اجتماعی معاملات وزندگی میں نمایاں کردار ادا نہیں کرسکتے تاہم قحط الرجال کے زمانے میں ان جیسے لوگوں کا وجود بھی ان دور افتادہ مسلمانوں کے لیے باعث رحمت ہے۔ ایسوسی ایشن نے مسلم ممالک کی اسلامی تنظیمات سے رابطے کرکے مسلمانوں کے لیے کتابیں، قرآن کریم کا ترجمہ وتفسیر اور فقہ کی اہم کتابیں فراہم کی ہیں، جس سے ان مسلم طلبہ کی علمی ترقی میں اضافہ ہوگا۔

ایک اہم سوال یہ ہے کہ اسلام جب چین میں دوسرا بڑا مذہب ہے تو پھر مسلمان چین میں کوئی نمایاں اور قابلِ رشک کردار کیوں ادا نہیں کرپا رہے اور سرکاری عہدوں پر کیوں فائز نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مسلمانوں کے پاس مالی وسائل اتنے نہیں ہیں جن کی وجہ سے وہ اپنے بچوں کو ایسی یونی ورسٹیوں میں داخل نہیں کرسکتے ہیں جہاں سے نکلنے والوں کو بڑے مناصب ملتے ہیں کیوں کہ ان یونی ورسٹیوں میں فیسیں بہت زیادہ ہوتی ہیں اور مسلم قوم اس کے اخراجات برداشت نہیں کرسکتی اس بناء پر مسلمان سرکاری مناصب سے بھی دور رہتے ہیں اور ٹیکنالوجی سے بھی۔ اب کچھ سالوں سے ''چائنا اسلامک ایسوسی ایشن'' نے اپنے خرچ پر مسلم طلبہ کو عالمی یونی ورسٹیوں اور چائنا کے اندر بڑی یونی ورسٹیوں میں داخلہ دلانا شروع کردیا ہے اور اس کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہورہے ہیں۔ ☆☆☆